غزل

جناب سعادت نظیر

خوں شدہ دل اور دستِ ساقیٔ گلفام ہے
یا چھلکتا سا مئے رنگیں کا کوئی جام ہے

جان وقفِ بے کسی، دل موردِ الزام ہے
زندگی سے پھر کسی ناکام کو کیا کام ہے

کچھ غریبوں، تنگ دستوں پر نہیں ہے منحصر
جس کو دیکھو، شکوہ سنجِ گردشِ ایام ہے

ہم ہیں اور کنجِ قفس کی تیرگی آٹھوں پہر
کیا خبر ہم کو؟ چمن میں صبح ہے یا شام ہے

ہیں بھنور کی گردشیں، موجوں کا پیچ و تاب ہے
بحرِ طوفاں خیز کی قسمت میں کب آرام ہے

میری خاموشی میں پوشیدہ ہے گویائی کا راز
میری گمنامی سے روشن اک جہاں کا نام ہے

"خواب کی بستی" ہے وہ، سمجھے ہو جس کو "زندگی"
تم جسے کہتے ہو "دنیا" "عالمِ اوہام" ہے

دستِ گلچیں بڑھ رہا ہے غنچہ و گل کی طرف
اب خوشیٔ گلزارِ عالم میں خیالِ خام ہے

جو نگاہِ مہر سے دیکھے نظیرِ خستہ کو
جان و دل سے وہ اُسی کا بندۂ بے دام ہے